دارالافتاء

عزیز زبیدی واربرٹن

استفتاء

شلائٹ ٹاؤن جھنگ سے انصاری صاحب لکھتے ہیں کہ

جھنگ میں جماعت اہل حدیث کے ایک بزرگ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ عام لوگوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ پہلے لوگ انبیاء کو قتل کر دیتے تھے قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ کوئی بھی نبی قتل نہیں ہوا ہے اور قرآن پاک میں جہاں پر یقتلون النبیین کا ذکر آیا ہے اس سے مراد انبیاء علیہم السلام کو ایذا پہنچانا ہے۔ اب اس مسئلہ نے شدت اختیار کر لی ہے۔ کیونکہ اس بزرگ نے اب برسرِ عام یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ قتل انبیاء کا عقیدہ رکھنا کفر ہے جس کی وجہ سے جماعت اہل حدیث جھنگ میں سخت انتشار پھیل گیا ہے۔

جواب میں حسب ذیل نکات کی وضاحت درکار ہے۔

۱۔ یقتلون النبیین میں قتل سے مراد ضرب شدید ایذا پہنچانا یا جان سے مار ڈالنا ہے۔

۲۔ قرآن وحدیث یا دیگر سماوی اور تاریخی کتب میں کسی نبی کے قتل اور ان کی تعداد کا کہیں ذکر موجود ہے اگر ہے تو اس کا بھی بحوالہ تذکرہ ضرور فرمائیں۔

۳۔ کیا قتلِ انبیاء کا عقیدہ رکھنے والا شرعی طور پر کافر ہے؟

۴۔ نص قطعی کے منکر کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ (مختصراً)

انبیاء کا قتل ناحق

الجواب: کہتے ہیں جب عیسائیوں کے برے دن آئے تھے تو ان کے دشمنوں کی فوجیں ان کے دروازوں پر پہنچ چکی تھیں مگر ان کے پادری اس بحث میں مصروف تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیشاب پاک تھا یا پلید ــــ یہ ذہنیت عموماً زوال پذیر اقوام اور معاشرہ کی ہوتی ہے۔

جماعت اہل حدیث کا ماضی الا ھم فالاھم کے اصول کا آئینہ دار رہا ہے۔ مگر اس وقت

یہ جماعت زندہ تھی، ثقہ اور راسخ علمائے کرام کی اکثریت تھی۔ اس کے احتساب سے اپنے پرائے سب لرزہ براندام تھے مگر اب معاملہ بالکل برعکس ہے اور کارِ جہاں سے فارغ ہو کر آرام کرنے لگے ہیں یعنی بے کار پڑے ہیں اور فی سبیل اللہ فساد جیسے جہاد میں مصروف ہیں۔ ایک فارسی کا مقولہ ہے کہ:

جب نائی بے کار ہو کر بیٹھتے ہیں تو ایک دوسرے کا سر ہی مونڈتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہماری جماعت میں اب بھی ذمہ دار اور سنجیدہ علماء کی کوئی کمی نہیں، اگر وہ چاہیں تو ان دوستوں کے مطالعہ کے لیے کوئی دوسرا بہتر مصرف ان کو مہیا کر سکتے ہیں۔ ورنہ یہ "سوادِ اعظم" لے ڈوبے گا۔

سوال ۱۱: صحیح یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دشمنانِ حق نے ہمیشہ اذیتیں دی ہیں۔ اور اس سلسلے میں انھوں نے ذرہ کے برابر حیا نہیں کی۔ اگر بس چلا ہے تو ان کے خونِ ناحق سے ہاتھ بھی رنگین کیے ہیں۔ قرآن حکیم، حدیثِ پاک اور تاریخ کے اوراق اس پر گواہ ہیں۔

قرآن حکیم۔ فرمایا:

۱۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (پ۱۔ بقرہ ع ۷)

یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے انکار اور پیغمبروں کا ناحق قتل کیا کرتے تھے۔

۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پ۳۔ العمران ع ۲)

جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور ناحق پیغمبروں کو قتل کرتے اور (نیز) ان لوگوں کو قتل کرتے جو انھیں انصاف کرنے کو کہتے تو آپ ان کو عذابِ دردناک کی خوشخبری سنا دیں۔

تاویلیں: جو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مظلومانہ اور قتلِ ناحق پر ناحق مصر ہیں، وہ اس کی کچھ تاویلیں بھی کرتے ہیں۔

قتل کے معنی وہ "دعوتِ انبیاء" کو مٹانے کے کرتے ہیں، ہمارے ملک میں اس نظریہ کے سب سے بڑے داعی "مرزائی" ہیں۔ چنانچہ ان کے خلیفہ دوم بشیر الدین اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

پس اس جگہ پر قتل کرنے سے مراد یہ ہو گی کہ:

.... ان کے کام کو باطل کرنے کی کوشش کرتے تھے (ص ۱۸۴)

قتل کے عام معنی جو بولتے ہی ذہنوں میں ابھرتے ہوں اور وہ روزمرہ بھی ہو، وہ معنی: جان سے مار دینے کے ہیں۔ دراصل یہ اس کے حقیقی معنی ہیں، حقیقی معنوں سے گریز بغیر کسی شرعی داعیہ اور قرینے کے جائز نہیں ہوا کرتا۔ رہے اس کے دوسرے معنی؟ تو وہ بے شمار ہیں ——— جو یہاں ممکن

نہیں ہیں شلاً فُلَانٌ قَاتِلُ الشَّتَوَاتِ (لسان العرب) (سردیوں کا قاتل) یعنی غریبوں کو سردیوں میں کپڑے مہیا کر کے سردی کو دور کرنے والا۔ تو کیا یہاں بھی اس کی گنجائش ہے کہ وہ انبیاء کے دکھوں میں ان کے کام آتے تھے۔

قتل کے ایک لغوی معنی مخلوط کرنے کے بھی ہیں: قَتَلَ الْخَمْرَةَ، شراب کو پانی کے ساتھ ملا کیا۔ یا بھوک اور سردی کی تیزی کو توڑا۔ قَتَلَ الْجُوْعَ وَالْبَرْدَ، بلکہ تعریف وتحسین کے معنی میں بھی آتا ہے "قَتَلَ الشَّیْئَ خُبْرًا" یعنی فلاں شے کے ہر پہلو کا علم حاصل کر لیا۔

چونکہ یہ سب معنی لغت میں ملتے ہیں اس لیے اگر کوئی صاحب اب اس کے یہ معنی کرے کہ: (۱) انھوں نے سب انبیاء کو یکساں تسلیم کیا (۲) انبیاء کی بھوک پیاس دور کی (۳) وہ انبیاء کے سلسلے کی ساری معلومات اور مسائل سے بے خبر رہتے تھے تو پھر آیات کا کیا حشر ہو گا؟ اگر اس کے یہ معنی پھر بھی کسی کو قبول ہیں تو پھر خدا کی طرف سے اس جرم حق کی یہ سزا بھی بڑی دلچسپ سزا رہے گی۔

الفاظ کے سارے لغوی معنی "حقیقت" نہیں ہوا کرتے، ورنہ ایک اہلِ علم ایسے مخمصے میں پڑ جائے گا کہ اسے حقیقت تک پہنچنے کے لیے کوئی بھی راہ نظر نہیں آئے گی۔ بلکہ ہر بد نیت کے لیے قرآن وحدیث سے پیچھا چھڑانا بالکل آسان ہو جائے گا اور اتنا سائنٹیفک کہ اس پر شاید خدا کے لیے بھی اعتراض کرنا مناسب نہ رہے العیاذ باللہ! اس لیے سب سے پہلے وہ معنی کرنا لازمی ہوتا ہے جو معروف اور استعمال میں سب سے زیادہ متبادر ہوں۔ یہ طریقہ بالکل غیر سلفی اور غیر علمی ہے کہ ایک لفظ کے جتنے معنی ہو سکتے ہیں، ان میں سے جو جس کے جی میں آئے، کر لے، ورنہ یقین کیجیے! یہودی بھی یہ کہہ سکیں گے کہ:

'یقتلون النبیین' میں خدا نے یہود کی تعریف کی ہے کیونکہ ہم نے سب کو تسلیم کیا ہے، انکی مشکل میں ان سب کے کام آئے ہیں۔ کیونکہ قتل کے ایک معنی یہ بھی ہیں۔ جیسا کہ تفصیل آپ نے ملاحظہ فرمائی۔

مرزائیوں کا اعتراض ہے کہ: قرآن نے انبیاء کے قتل کا جو ذکر کیا ہے وہ اس وقت ہوا ہی نہیں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں۔

دراصل ان کو مغالطہ اس سے لگا ہے کہ "ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ" والی آیت کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے بعد آیا ہے۔ اصل میں یہ مضمون حضرت موسیٰ کے واقعات کا حصہ ہے ہی نہیں، یہ الگ اور بالکل جداگانہ مضمون ہے جو بنی اسرائیل کے منجملہ مضامین کا حصہ ہے۔ سورۂ آل عمران ع ۱۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بغیر اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمالیں۔

۳۔ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ (پ۔ مائدہ ع)

"جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس ایسے احکام لے کر آیا جن کو ان کے دل نہیں چاہتے تھے (تو) انھوں نے کتنوں کو جھٹلایا اور بہتوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔"

اس آیت نے ان کی اس تاویل کا خاتمہ کر دیا ہے کہ: ان کی دعوت اور تعلیم کو مٹا دیتے تھے، کیونکہ یہاں دو باتیں ایک ساتھ بیان کی گئی ہیں، ایک تکذیب جو مزاحمت اور مٹانے کی کوشش کو متلزم ہے، دوسرا قتل ــ ظاہر ہے کہ: اس سے مراد وہ نہیں جو تکذیب سے حاصل ہے۔ آخر یہی معنی کرنا پڑیں گے کہ ان کو جان سے مارتے تھے۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حضور یہ خدشہ ظاہر کیا کہ میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کیا ہے، اس لیے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔

رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ۔

اس کے بعد پھر فرمایا کہ: مجھے خدشہ ہے کہ مجھے وہ جھٹلائیں گے۔

إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ (پ۔ قصص ع)

اگر یہ بات پیغمبر کے لوازمات میں سے ہوتی کہ اسے قتل نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم حضرت موسیٰ کو اس اندیشہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بہرحال "انبیاء کا قتل" کوئی شرعی استحالہ نہیں ہے۔ اس لیے بعض اوقات اللہ تعالیٰ کو اپنے کسی نبی کو تصریحاً یقین دہانی کرنا پڑی کہ آپ تک نہیں پہنچ پائیں گے، تسلی رکھیے!

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا (پ۔ قصص ع)

ہجرت کے بعد پہلے دو سالوں میں حضور نے پہرے دار رکھے کیونکہ جان کا خطرہ تھا۔ اگر ہر پیغمبر کا یہ خاصہ ہوتا کہ اسے "قتل" کرنا شرعاً محال ہے تو کم از کم انبیائے کرام کو تو اس کا علم ہوتا حالانکہ حضور نے خود پہرے دار رکھے، جب آیت وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ ع) نازل ہوئی تو آپ نے پہرے دار ہٹا دیے (تفسیر ابن کثیر ص)

۵۔ بنی اسرائیل سے کہا کہ قرآن پر ایمان لاؤ، وہ کہتے ہم صرف اس پر ایمان لائیں گے جو ہم پر نازل ہوا۔ فرمایا وہ بھی جیسا مانا ہے پتہ ہے یعنی پھر انبیاء کو کیوں قتل کرتے رہے۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَاءَ اللَّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (پ۔ بقرہ ع)

ان سے کہہ دو پھر اس سے پہلے کیوں قتل کرتے رہے ہو اللہ کے نبیوں کو، اگر تم ایمان رکھتے تھے۔

یعنی مانا تو کجا تم توان کی گردنیں مارتے رہے ہو۔

جواب سوال ۷ :

احادیث ، امام احمد روایت کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ عذاب قیامت میں اس شخص کو ہوگا جس کو نبی نے قتل کیا ہوگا یا جس نے نبی کو قتل کیا ہوگا۔

۱۔ قال الامام احمد : حدثنا عبدالصمد حدثنا ابان حدثنا عاصم عن ابی وائل عن عبد اللہ (ابن مسعود) ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال : اشد الناس عذابا یوم القیمۃ رجل قتلہ نبی او قتل نبیا الحدیث۔

اس حدیث سے "نبی کے قتل" کے "امکان" کی تصریح آگئی ہے۔ یہ بات نبی کے لوازمات میں سے نہیں ہے کہ : ایک نبی قتل نہیں ہو سکتا ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب یہ سوچیں کہ اس طرح تو "لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا" سے دوسرے خدا کا امکان بھی ثابت ہو جائے گا لیکن آخر اس اعتراض کا جواب خود آیت میں موجود ہے۔

ایک اور روایت میں یہ امکان "واقعہ" کی صورت میں بھی ثابت ہو گیا ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے ایک دن میں تین سو نبی قتل کیے تھے۔

حدثنا شعبۃ بن الاعمش عن ابراہیم عن ابی معمر عن عبد اللہ بن مسعود قال کانت بنو اسرائیل فی الیوم تقتل ثلث مائۃ نبی (ابوداؤد طیالسی)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اے ابو عبیدہ ! بنی اسرائیل نے تنتالیس نبی ایک ہی وقت میں قتل کر ڈالے تھے، پھر ان کو بھی جنہوں نے اس پر ان کو سمجھایا اور تبلیغ کی تھی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ قتلت بنو اسرائیل ثلثۃ واربعین نبیا من اول النہار فی ساعۃ واحدۃ فقام مائۃ وسبعون رجلا من بنی اسرائیل فامروا من قتلہم بالمعروف ونہوہم عن المنکر فقتلوہم جمیعا من آخر النہار من ذلک الیوم فہم الذین ذکر اللہ عزوجل (ابن ابی حاتم)

وذکر الشوکانی ، فقام مائۃ رجل وسبعون رجلا من عباد بنی اسرائیل (فتح القدیر ص ۳۲۸ ج ۱)

مندرجہ بالا آیات اور احادیث بانگ دُہل اعلان کر رہی ہیں کہ بنی اسرائیل نے یہ سب کچھ کیا رہے سابقہ صحف سماوی، گو ان کی تصدیق اور تکذیب ہمارے لیے جائز نہیں ہے، ہاں اگر ہماری کتاب و سنت کے موافق ہے یا اس کے محتمل پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کی تعیین کے لیے مفید ثابت ہو سکتی ہے تو ان کا نظر انداز مشکل ہو گا۔

صحف سماوی: اس سلسلہ کی چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں: پہلے عہد عتیق کے پھر عہد جدید کے اقتباسات دیکھیے۔

عہد قدیم: وہ نافرمان نکلے اور تجھ سے پھر گئے اور انھوں نے تیری شریعت کو اپنی پشت کے پیچھے پھینکا اور تیرے نبیوں کو جو نصیحت دیتے تھے کہ انھیں تیری طرف پھرا لائیں قتل کیا اور انھوں نے کاموں سے تجھے غصہ دلایا (نحمیاہ ۱۰۵۱ - ۹ : ۲۶)

تمھاری ہی تلوار پھاڑنے والے شیر ببر کی مانند تمھارے نبیوں کو کھا گئی (۲ تواریخ ۳۶ : ۱۷)

عہد جدید: اس کا صرف ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"تم اپنی نسبت گواہی دیتے ہو کہ ہم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہیں ..... دیکھو میں نبیوں ..... اور فقیہوں کو تمھارے پاس بھیجتا ہوں، ان میں سے بعض کو قتل کرو گے اور صلیب پر چڑھاؤ گے ..... اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارو گے اور شہر بہ شہر ستاتے پھرو گے تاکہ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا ہے، تم پر آئے ..... اے یروشلم اے یروشلم! تو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے انھیں سنگسار کرتی ہے" (متی - ۲۳ : ۲۹، ۳۷ لوقا - ۱۲ : ۴۳، ۵۰)

ان اقتباسات سے ان کے قتل کی نوعیت بھی سامنے آگئی ہے۔ تلوار سے قتل، سنگسار کرنا، سولی پر چڑھانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کی جو ناکام کوششیں انھوں نے کیں وہ تو سب کے سامنے ہیں کہ وہ اس میں ناکام رہے، لیکن خدا جانے اور کتنے اللہ کے پیارے ہوں گے جن کو انھوں نے سولی پر لٹکا کر ختم کیا ہو گا۔ کیونکہ خدا نے ان کے وقوع کا ذکر کیا ہے اور قرآن نے اس کی مزید تصریح فرمائی ہے۔

مفسرین: یہاں پر ہم چند ایک ان مفسرین کی تصریحات پیش کرتے ہیں جو اہلحدیثوں میں بالخصوص بڑا مقام رکھتے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ۔ مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ انھوں نے ایسے گناہ کیے جو انھیں قتلِ انبیاء تک لے گئے۔

بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ - حدود اللہ ای عصیانهم صار منجرا الی ان قتل الانبیاء

(تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن ص۱۲)

اپنی اردو تفسیر میں لکھتے ہیں :-

ناحق ظلم سے قتل کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ اور زکریا علیہما السلام کو ناحق انھوں نے قتل کیا۔ (تفسیر ثنائی ص۱۲)

حواشی غزنویہ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ **پر لکھتے ہیں :**

" شعیا و زکریا و یحییٰ کو انھوں نے قتل کیا تھا۔ حدیث ابن مسعود میں مرفوعاً آیا ہے کہ سب سے زیادہ سخت تر عذاب میں دن قیامت کے وہ شخص ہوگا جس کو کسی نبی نے قتل کیا ہے یا اس نے نبی کو جان سے مارا ہے یا پیشوائے ضلالت تھا یا مورت بنانے والا۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ ۱۲ ابن کثیر (فوائد سلفیہ ص۵)

امام شوکانی : امام شوکانی فرماتے ہیں یعنی یہود نے انبیاء کو قتل کیا :

یعنی الیهود قتلوا الانبیاء (فتح القدیر ص۳۲ ج۱)

ام مبرو سے نقل کیا ہے کہ نبی ان کو دعوت دین کے لیے ان کے پاس جاتے اور وہ ان کو قتل کر دیتے۔

قال المبرد: کان ناس من بنی اسرائیل جاءهم النبیون تدعوهم الی الله فقتلوهم (فتح القدیر ص۳۲)

بعض نبیوں کا نام بھی ذکر کیا ہے کہ ان کو انھوں نے قتل کیا۔

بل ارشدهم الی مصالح الدین کما کان من شعیا و زکریا و یحیی فانهم قتلوهم (فتح القدیر ص۹۳ ج۱)

امام ابن کثیر: ان کی شان میں وہ گستاخیاں کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کو قتل ہی کر ڈالا۔

یقول تعالیٰ هذا اهانتهم حملة الشرع وهم الانبیاء واتباعهم فانتقصوهم الی ان افضی بهم الحال الی ان قتلوهم فلا کفر اعظم من هذا (تفسیر ابن کثیر ص۲۳ ج۱)

ومع هذا قتلوا من قتلوا من النبیین حین بلغوهم عن الله شرعه بغیر سبب ولا جریمة منهم الیهم الا لکونهم دعوهم الی الحق (تفسیر ابن کثیر ص۳۵۵ ج۱)

ابن جریر طبری : ذلت و مسکنت کی وجہ صرف انکار آیات اور قتل انبیاء ہے۔

من اجل کفرهم بایات الله وقتلهم النبیین بغیر الحق (تفسیر ابن جریر ص۳۱۴ ج۱)